© rasailojaraid.com

قربانی کا معنی، ابتداء، اہمیت، فضائل، حقیقت، ثواب، مسائل، طریقہ، فلسفہ، غرض

بقلم: ڈاکٹر فیض احمد بھٹی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)

اللہ کریم کو اپنے بندوں سے بہت زیادہ محبت ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ نارِ جہنم کا ایندھن بنے، اسی لئے اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے اپنے بندوں کیلئے جنت کے راستے ہموار کئے اور ایسے ایسے عظیم اور آسان طریقے اور ذرائع مقرر کئے کہ جنہیں اپنا کر انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی سے محفوظ ہو جاتا ہے، نیز جنت الفردوس اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اُن طریقہ جات اور ذرائع میں سے قربانی کرنا بھی ایک ایسا عظیم الشان طریقہ وعمل ہے کہ جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو جاتی ہے اور اس کی دنیا وآخرت بھی سنور جاتی ہے۔

لفظِ قربانی کا معنی ومفہوم: لفظ ''قربانی'' قَرَبَ یُقَرِبُ سے مصدر بروزن ''فُعْلاَن'' ہے جبکہ بعض اقوال کے مطابق یہ لفظ صیغۂ اسم فاعل بروزن ''قربان'' ہے اور بعد میں اس کے آخر میں یائے نسبتی لگا دینے سے لفظ ''قربانی'' بن گیا۔ (لسان العرب)

اب یہ لفظ اُن جانوروں کیلئے علم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو کہ عید الاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کیلئے ذبح کئے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے قربانی کا معنی یہ ہوا کہ قریب کر دینے والی، کیونکہ یہ عمل انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے اس لئے اسے قربانی کہتے ہیں۔

ابتدائے قربانی: قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ ﴿ولکل أمة جعلنا منسکاً لیذکروا اسم اللہ علی مارزقھم من بھیمة الأنعام﴾ [الحج: ۳۴] سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی شروع ہی سے ہر امت یعنی ہر قوم پر مقرر کی گئی تھی جبکہ قربانی دینے کے طریقے مختلف تھے۔

پھر قرآن مجید میں یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی، ایک بیٹے کی قربانی قبول ہوگئی جبکہ دوسرے کی ردّ کر دی گئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قربانی کا یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے لختِ جگر اسماعیل علیہ السلام کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دینے سے گریز نہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ان کے بیٹے کی جگہ جنت سے بھیجے گئے دنبے کو ذبح کروادیا۔

قربانیوں کا یہ سلسلہ بدستور جاری رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ کو بھی بذریعہ وحی قربانی دینے کا حکم فرمایا: ﴿انا أعطینک الکوثر ٥ فصلّ لربک وانحر﴾ [الکوثر: ۱، ۲] ترجمہ: ''اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو خیرِ کثیر عطا فرمائی ہے لہذا آپ اپنے رب کیلئے نماز پڑھیں اور قربانی بھی دیں''۔

اہمیت قربانی: قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگایا جا سکتا ہے جسے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (مَن وَجد سِعةً فَلَمْ یُضَحّ فلا یقْرَبنّ مُصَلانا) ترجمہ: ''جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ بھٹکے''۔ [مسند احمد: ۴/۳۲۱، سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۳] پھر ایک دوسری حدیث سے بھی قربانی کی اہمیت واضح ہوتی ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں کہ: (أقَام رسولُ اللّٰہ بالمدینة عشر سنین یُضحّی) ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال تک مقیم رہے جبکہ ہر سال قربانی دیا کرتے تھے''۔ [جامع ترمذی: ۱۵۰۷] یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری سال حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ نحر (قربان) کئے جن میں سے تریسٹھ (۶۳) کو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیا اور باقی کو ذبح کرنے کا کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور اس کے ساتھ ہی اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے ایک گائے بھی ذبح فرمائی [صحیح مسلم: ۱۲۱۸]

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ قربانی سنتِ مؤکدہ ہے لہذا وہ شخص جو اس کی استطاعت رکھتا ہو اسے لازمی طور پر قربانی کرنی چاہیے بلکہ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (یاأیها الناس! انَّ علی کلِّ أهل بیتٍ فی کل عام أضحیة) ترجمہ: ''اے لوگو! ہر فیملی پر ہر سال قربانی دینا ضروری ہے''۔ بایں وجہ بعض ائمہ نے قربانی کو واجب قرار دیا ہے۔ [سنن ابوداود: ۲۷۸۸]

فضائل قربانی: قربانی اور قربانی دینے والے کی فضیلت میں کئی ایک احادیث منقول ہیں۔ جیسا کہ ایک مقام پہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ما عمل آدميٌّ من عمل يوم النحر أحبَّ الى الله من اهراق الدّم انّها لتأتي يومَ القيامة بقُرُونها وأشعارها وأظلا فها وأنّ الدّم ليقع من الله بمكان قبل أن يقع من الأرض فطِيبُوا بها نفساً) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو عید الاضحیٰ کے دن قربانی سے بڑھ کر کوئی بھی عمل زیادہ محبوب نہیں ہوتا، بیشک بروز قیامت قربانی کے جانور کا ثواب، سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت ملے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل ہی قربانی بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتی ہے، لہٰذا بخوشی قربانی کیا کرو''۔ [جامع ترمذی: ۱۴۹۳، سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۶] ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے بایں الفاظ فضیلتِ قربانی کا تذکرہ فرمایا: (استفر هوا ضحايا كم فانّها مطاياكم على الصراط) ترجمہ: یعنی موٹے اور تازے جانوروں کی قربانی کیا کرو، کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔ [تلخيص الحبير: ۴/ ۱۳۸، کنز العمال: ۱۲۱۷۷]

حقیقت قربانی اور اس کا اجر وثواب: صحابہ کرامؓ نے ایک دن عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (سنة أبيكم ابراهيم) ''یعنی یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے'' پھر عرض کیا کہ ان قربانیوں کا اجر وثواب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پورے جسم کے ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی''۔ [مسند احمد: ۱۹۶۸۳، سنن ابن ماجہ ۳۱۲۷]

ایک اور حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَن ضَحّى طيبةً نفسُه محتسباً لأضحيتِه كانت له حجاباً من النّار) ترجمہ: ''جس نے خوشی کے ساتھ قربانی کی اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید بھی رکھی تو یہ قربانی اس کیلئے جہنم کے مقابلہ میں ڈھال بن جائے گی''۔

اہم مسائلِ قربانی: قربانی کے جانور کو خریدتے وقت اچھی طرح چیک کرلیں تاکہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو کیونکہ بازاروں اور منڈیوں میں رطب ویابس دونوں طرح کی اشیاء موجود ہوتی ہیں مسائل واحکام قربانی کتب فقہ میں تفصیلی طور پر موجود ہیں ہم حسبِ مضمون چند اہم اور ضروری مسائل کا بالترتیب اور بحوالہ تذکرہ کرتے ہیں۔ (ان شاء اللہ)

۱۔ بکرا ہو، مینڈھا ہو، گائے ہو یا اونٹ سب کیلئے ضروری ہے کہ وہ ''مُسِنّة'' ہوں ہاں اگر کسی مجبوری کے پیش نظر ''مسنہ'' نہ ملے تو پھر بھیڑ کا ''جذعہ'' کیا جا سکتا ہے۔ [صحیح مسلم: ۱۹۶۴]

حدیث مذکور میں موجود لفظ ''مُسِنّة'' کے بارے اہل علم کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد دو دانتوں والا یعنی دوندا جانور ہے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد ایک سال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک کی عمر کا جانور ہے۔

جبکہ راجح قول یہی ہے کہ ''مُسنّة'' سے مراد دوندا جانور ہے۔ جیسا کہ لمعات شرح مشکاۃ، مجمع البحار، تاج العروس وغیرہ میں مذکور ہے۔ پھر ایک اور حدیث سے اس قول کی تائید ملتی ہے جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ (ضحوّا بالثنایا) ''یعنی تم دو دانتوں (دوندے) والے جانوروں کی قربانی کیا کرو''۔ [نصب الرایۃ للزیلعی: ۴/۲۱۶]

مندرجہ بالا أحادیث واقوال سے ثابت ہوا کہ قربانی کیلئے جانور کا مُسِنّہ ہونا ضروری جبکہ مُسِنّہ سے مراد دوندا جانور ہی ہے۔ صحیح مسلم شریف کی مذکورہ روایت میں یہ بھی ثابت ہے کہ اگر کسی شرعی مجبوری کی بنا پر مُسِنّہ میسر نہ ہو سکے تو بھیڑ کا جذعہ قربانی کرنا جائز ہے۔

اس مقام پر ہم چاہتے ہیں کہ لفظ ''جَذَعَةٌ'' کی بھی کچھ وضاحت ہو جائے، کیونکہ بعض دوست اس لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بالکل چھوٹے چھوٹے جانور قربانی کیلئے ذبح کر لیتے ہیں، اور تمام جانوروں کے بچوں کو بطور قربانی ذبح کرنا جائز بھی سمجھتے ہیں۔

حالانکہ مسلم شریف کی اس حدیث سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ جذعہ یعنی بھیڑ کا بچہ اس صورت میں قربانی کرنا جائز ہے جب کوئی مجبوری پیدا ہو جائے جس کے پیشِ نظر دوندا ملنا محال ہو جائے بصورتِ دیگر نہیں۔ رہی بات لفظ ''جَذَعَةٌ'' تو یہ لفظ مضبوط اور قوی کے معنی میں آتا ہے نیز یہ ''مُسنّه'' کا نصف ہوتا ہے۔ اب جب آپ ﷺ نے ''جَذَعَةٌ مِنَ الضَّأْنِ'' کی قید لگا دی تو ظاہر یہ ہوا کہ دوندا نہ ملنے کی صورت میں جذعہ قربان کیا جا سکتا ہے لیکن وہ جنسِ بھیڑ سے ہو نہ کہ کسی اور جنس سے۔

جیسا کہ اس بات کو حافظ ابن حجرؒ نے (فتح الباری) میں اور علامہ ابن عثیمینؒ نے (الشرح الممتع) میں راجح قرار دیا ہے۔ بعض اہل علم نے اس بات کو واضح کیا کہ جذعہ ضأن تقریباً گیارہ سے بارہ ماہ تک کے بھیڑ کے بچے کو کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

۲۔ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور صحت مند ہونا چاہیے۔ [سنن ابوداود، جامع ترمذی]

۳۔ قربانی کیلئے کمزور، بیمار، لاغر، لنگڑا، معذور، کانا، بھینگا، کان کٹا اور سینگ ٹوٹا یعنی ناقص وعیب دار جانور نہیں ہونا چاہیے۔ [مسند احمد، سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی]

۴۔ خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے کیونکہ خصی ہونا کوئی نقص نہیں ہے۔ [مسند احمد، سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۵۔ آلاتِ قربانی مثلاً چھری، ٹوکہ وغیرہ جانوروں سے چھپا کر تیز کریں نیز ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ اس عمل سے جانور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔[معجم طبرانی، مستدرک حاکم]

۶۔ قربانی کا جانور مالک خود ذبح کرے یا پھر کم از کم بوقتِ ذبح قریب کھڑا رہے کیونکہ جانور کے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے قبل ہی گناہ (صغیرہ) معاف ہوجاتے ہیں۔[صحیح مسلم، مسند بزار]

۷۔ قربانی نمازِ عید پڑھنے کے بعد ذبح کرنی چاہیے کیونکہ جو قربانی قبل از نماز عید کی جائے وہ قربانی شمار نہیں ہوتی بلکہ عام صدقہ ہوگا۔[صحیح مسلم، صحیح بخاری]

۸۔ ایک جانور پورے گھر یعنی اہل خانہ کی طرف سے کافی ہوتا ہے۔[سنن ابی داود]
ہاں اگر کوئی استطاعت رکھتا ہو تو ہر فرد کیلئے الگ الگ قربانی بھی کی جاسکتی ہے۔[صحیح بخاری]

۹۔ کسی فوت شدہ شخص کی طرف سے بھی قربانی کرنا جائز ہے مگر اس وقت کہ جب آدمی بھی اپنی طرف سے قربانی دے اور میت کیلئے علیحدہ دے۔[صحیح مسلم، سنن ابوداود، جامع ترمذی]

۱۰۔ گائے میں سات حصے دار اور اونٹ میں بھی سات حصے دار شریک ہوسکتے ہیں۔[صحیح مسلم]
ایک دوسری روایت کے مطابق اونٹ میں دس حصے دار بھی شریک ہو سکتے ہیں۔[مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ]

۱۱۔ قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
۱۔ایک اپنے لئے۔
۲۔دوسرا اپنے عزیز واقارب، دوست احباب اور ہمسائیوں کیلئے۔
۳۔جبکہ تیسرا غربا، فقرا اور مساکین کیلئے۔[تفسیر ابن کثیر (سورۃ الحج)، الشرح الممتع: ۷/ ۴۸۱۔۴۸۲]

۱۲۔ قربانی کی کھال اور گوشت قصاب کو ہرگز نہ دیں۔ بلکہ ذبح کرنیکی اجرت دیں اور کھال صدقہ کردیں۔[صحیح بخاری، صحیح مسلم]

۱۳۔ قربانی کی کھالیں وہیں استعمال کریں جہاں زکاۃ استعمال ہوسکتی ہے جیسا کہ دینی مدارس، غربا، فقرا، مساکین وغیرہ۔[تفسیر ابن کثیر]

۱۴۔ قربانی کی رقم کسی دوسرے اچھے کام پہ خرچ کرنے سے نہ تو قربانی کا ثواب ملتا ہے اور نہ ہی قربانی کا بدل بن سکتا ہے۔[سنن دار قطنی]

۱۵۔ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور بعد میں قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے۔[مسند احمد، جامع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترمذی، صحیح ابن حبان]

۱۶۔ جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لینے کے بعد قربانی ذبح کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ نیز جو کوئی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بھی اگر یہ عمل اپنائے تو اللہ تعالیٰ اُسے بھی اجر وثواب سے نوازے گا۔[صحیح مسلم، سنن ابوداود]

مسنون طریقۂ قربانی: قربانی کے جانور کو اس طرح زمین پہ لٹائیں کہ اس کا پیٹ اور منہ قبلہ رُخ ہو، پھر بائیں ہاتھ سے اس کا منہ پکڑلیں جبکہ دایاں پاؤں اس کی گردن پر رکھیں اور پھر تکبیر یعنی: (بِسمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ أکبر) پڑھکر ذبح کردیں۔[صحیح بخاری، صحیح مسلم]

ذخیرہ اَحادیث میں اور بہت سی دعائیں بھی موجود ہیں جنہیں بوقتِ قربانی پڑھا جاسکتا ہے۔

فلسفۂ قربانی:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اجتماعی طور پر منظر پیدا ہوجاتا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوت نمایاں طور پر ظاہر ہوجاتی ہے۔

۳۔ جن لوگوں کو سال بھر گوشت دیکھنا نصیب نہیں ہوتا انہیں بھی قربانی کے روز وافر مقدار میں گوشت مل جاتا ہے۔

۴۔ قربانی کی کھالوں سے غربا، فقرا اور مساکین وغیرہ کی مالی امداد ہوجاتی ہے۔

۵۔ مختلف مصنوعات جو کہ چمڑے اور ہڈیوں سے بنائی جاتی ہیں ان کیلئے وافر مقدار میں خام مال مہیا ہوجاتا ہے۔

قربانی سے اللہ تعالیٰ کو کیا مطلوب ہے؟ اگر دیکھا جائے تو قربانی کے جانور کا گوشت پوست ہمارے کام آتا ہے بلکہ اس کے کھالوں اور بالوں تک سے ہم ہی فائدہ اٹھاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو قربانی سے کیا مطلوب ہے؟؟ وہ اس سے کیا چاہتا ہے؟؟ تو جواب میں یہ آیت مبارکہ سامنے آجاتی ہے کہ ﴿لن ینال اللّٰہ لحومھا ولادمائھا ولکن ینالہ التقوی منکم﴾ [الحج: ۳۷] ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت وخون نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تو تقوی و پرہیز گاری پہنچتی ہے''۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو تو صرف اور صرف اخلاص وتقوی مطلوب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قربانی جیسے عظیم عمل میں ہر قسم کے دکھاوے سے بچنا چاہیے اور صرف رضاء الٰہی کیلئے قربانی ہونی چاہیے۔ کیونکہ وہ تو عَلیمٌ بذَاتِ الصُدور ہے۔

© rasailojaraid.com